السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی صاحب مجھے چند مسائل درپیش ہیں اگر آپ انکا شرعی حل بتادیں تو بڑی نوازش ہوگی۔

سوال نمبر ۱: اگر جنبی آدمی پانی کی بالٹی میں ہاتھ ڈال دے اور اسکے ہاتھ پر کوئی ناپاک چیز نہ لگی ہو تو کیا پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائیگا۔

سوال نمبر 2: لڈو اور تاش کھیلنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر صرف ذہن فریش کرنے کیلئے کھیلیں، جوا کی شرط نہ لگائیں تو اسکی گنجائش ہے یا نہیں؟

سوال 3: مفتی صاحب قضاء عمری کا طریقہ کیا ہے؟ مجھے بہت سی نمازیں رہ گئی تھیں بالغ ہونے کے بعد بھی بہت نمازیں قضاء ہوئی۔ اب الحمدللہ نمازیں پڑھتا ہوں۔ ان قضا نمازوں کو کیسے پڑھوں تعداد بھی معلوم نہیں۔

سوال 4: موبی کیش اکاؤنٹ میں رقم رکھ کر کمپنی کی طرف سے جو سہولیات ملتی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔

ان سوالوں کے جواب عنایت فرماکر مشکور کا موقع دیں، شکریہ

سائل: عبداللہ

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء
فتوی نمبر ۵۸/۲۰۶۹
مورخہ

دار الافتاء

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔ ایسی صورت میں پانی ناپاک نہیں ہو گا۔

الفتاوى الهندية – (۱ / ۲۲)

إذا أدخل المحدث أو الجنب أو الحائض التي طهرت يده في الماء للاغتراف لا يصير مستعملا للضرورة. كذا في التبيين وكذا إذا وقع الكوز في الحب فأدخل يده فيه إلى المرفق لإخراج الكوز لا يصير مستعملا بخلاف ما إذا أدخل يده في الإناء أو رجله للتبرد فإنه يصير مستعملا لعدم الضرورة. هكذا في الخلاصة.

(۲)۔۔۔ تفریح طبع کے لئے لڈو اس شرط کے ساتھ کھیل سکتے ہیں کہ اس میں قمار نہ ہو یا نمازیں نہ چھوڑی جائیں اور دیگر حقوق اللہ اور حقوق العباد اور فرائض وواجبات میں خلل نہ آئے اور کسی گناہ کا ارتکاب بھی اس میں نہ ہو، لیکن عام طور پر اس قسم کے کھیلوں میں انہماک اس قدر ہو جاتا ہے جس سے امور بالا میں غفلت اور کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، اس لئے اجتناب بہتر ہے۔ (ماخذہٗ التبویب ۹۹/۱۲۵۲)

اور تصویر والے تاش کھیلنا بہت ہی برا ہے، اس کو فقہاء بھی منع کرتے ہیں، کیونکہ اس میں کئی مفاسد ہیں جس میں سے چند یہ ہیں:

۱: اس میں تصاویر ہوا کرتی ہیں۔ ۲: جوا بھی کھیلا جاتا ہے۔ ۳: فساق اور فجار کا معمول ہے۔ ۴: اس میں انہماک بھی غیر معمولی ہوتا ہے جس سے دیگر حقوق اللہ اور حقوق العباد متاثّر ہوتے ہیں۔ ۵: تفریح کے بجائے ذہنی تھکان اور بوجھ کا سبب ہوتا ہے۔ ۶: اور اس کھیل کا کوئی صحیح مقصد بھی نہیں ہے، لہذا تاش کھیلنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ (ماخذہٗ التبویب ۹۹/۱۴۵۲)

(۳)۔۔۔ گذشتہ نمازوں کی قضاء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ غور وفکر کریں اور بالغ ہونے کے بعد سے اب تک کی فوت شدہ نمازوں کا محتاط اندازہ لگائیں اور یہ تعداد اپنے پاس کسی کاپی وغیرہ میں محفوظ کرلیں اور محتاط اندازے سے جو مقدار طے ہو جائے اتنے دنوں کی نمازوں کی قضاء پڑھ لیں، فجر کی دو، ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعت، مغرب کی تین رکعت اور تین رکعت وتر کی، نیز اس کے ساتھ اپنے ورثاء کو بھی وصیت کردیں کہ جو نمازیں اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں ان کا فدیہ میرے مرنے کے بعد میرے ترکہ سے ادا کیا جائے۔ البتہ اگر کبھی

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

کوئی سفر پیش آیا ہو اور سفر کے دوران نمازیں رہ گئی ہوں تو ایام سفر کی نمازوں کی قضاء کیلئے ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت کے بجائے دو دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔ اور مغرب اور وتر کی پوری تین تین رکعتیں پڑھنا لازم ہے۔

قضاء نمازوں کی نیت کا افضل طریقہ یہ ہے کہ نیت کرتے وقت زبان سے کہیں کہ فلاں سال کی فلاں دن کی فلاں نماز قضاء کر رہا ہوں لیکن اگر اسطرح نیت کرنا دشوار ہو تو آسان طریقہ یہ اختیار کر سکتے ہیں مثلاً یہ کہیں کہ فجر کی جو سب سے پہلی نماز مجھ پر لازم ہے وہ قضاء کر رہا ہوں یا فجر کی آخری نماز جو مجھ پر لازم ہے قضاء کر رہا ہوں اسی طرح ہر وقت کی نماز قضاء کرتے وقت یہ الفاظ کہے جائیں۔ (ماخذہٗ التبویب ۸/۱۸۷۴)

(۴)۔۔۔ جائز نہیں، کیونکہ موبی کیش میں رکھی جانے والی رقم کی حیثیت قرض کی ہے، اور قرض پر کسی قسم کا نفع وصول کرنا سود ہے، جو کہ ناجائز اور حرام ہے (ماخذہٗ التبویب ۱۸۶۸/۲)

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۷/ ۳۹۵)

(وأما) الذي يرجع إلى نفس القرض: فهو أن لا يكون فيه جر منفعة، فإن كان لم يجز، نحو ما إذا أقرضه دراهم غلة، على أن يرد عليه صحاحا، أو أقرضه وشرط شرطا له فيه منفعة؛ لما روي عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أنه «نهى عن قرض جر نفعا» ؛ ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا؛ لأنها فضل لا يقابله عوض، والتحرز عن حقيقة الربا، وعن شبهة الربا واجب............... واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۷/شعبان المعظم/۱۴۴۰ھ

۱۳/اپریل/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۷/شعبان المعظم/۱۴۴۰ھ

۱۳/اپریل/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

محمد طاہر

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۷/شعبان المعظم/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۷/شعبان المعظم/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۲۰۶۹/۸۶

Scanned by CamScanner